محمد عمر فاروق

شورش کاشمیریؒ .... ایک مرد عہد آفریں

شورش کاشمیریؒ جس وقت سیاست اور صحافت کے افق پر نمودار ہوئے وہ برطانیہ کے عروج کا دور تھا۔ ابوالکلام آزاد اور ظفر علی خان صحافت کے سرخیل تھے۔ شورش کاشمیری نے ان ہر دو حضرات کے خوانِ صحافت سے خوشہ چینی کی اور پھر اپنا منفرد اسلوب تحریر متعارف کرایا۔ شورش کا سیاسی خمیر "بال بھارت سبھا" سے اٹھا۔ آغاز جوانی میں "نیلی پوشوں" کے ہمراہی بنے اور جب تحریک مسجد شہید گنج میں بعض قائدین کی دوغلی شخصیت کا نقاب اترتے دیکھا تو مجلس احرار اسلام کی دیانت اور حق گوئی کے معترف ہوگئے اور پھر ہمیشہ کے لیے اکابر احرار کے ساتھ رشتہ استوار کرلیا۔ مجلس احرار اسلام میں شمولیت نے ان کی صلاحیتوں کو صیقل کیا اور وہ کچھ ہی عرصے میں ایک منجھے ہوئے ادیب اور شعلہ بیان خطیب کی حیثیت سے براعظم کے اکناف واطراف میں مقبول ہوتے گئے۔

آغا شورش ایک غریب خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ لیکن انہوں نے اپنی محنت سے معاشرے میں وہ پروقار مقام حاصل کیا۔ جس کی صرف تمنا ہی کی جاسکتی ہے۔ ادب و سیاست کے بڑے بڑے جغادریوں میں ایسے نو وارد نوجوان کا اپنی شخصیت اور وجود کو منوانا اگرچہ ناممکنات میں سے تھا۔ لیکن آغا مرحوم نے ایسا کر کے دکھایا اور نتیجتاً ان کے حریفوں کے منہ دوات کی طرح کھلے کے کھلے رہ گئے۔ قیام پاکستان سے پہلے شورش مرحوم سیاسیات کے محاذ پر داد شجاعت دیتے رہے۔ اور غیر ملکی حکمرانوں کی تعزیروں کا شکار بنتے رہے۔ آزادی وطن کی خاطر وہ انگریزی سامراج کے ہر قلعے پر اپنی آتش نوائیوں کی بجلیاں گراتے اور اس راہ میں آنے والی تمام مشکلات کو ہنس کے سہہ لیتے۔ جب ان جیسے سرفروش مجاہدوں کی جدوجہد اور قربانیوں سے وطن غیروں کے چنگل سے آزاد ہوگیا تو انہوں نے قلم کے ہتھیار کو سنبھال لیا۔ آغا شورش نے وقت کے آمروں کے خلاف زبان و قلم سے وہ شعلے برسائے کہ حکمران اپنی راہ کا کانٹا سمجھ کر ان پر ظلم و تشدد کے کوڑے برسانے لگے۔ لیکن شورش ان حربوں سے کب دبنے والے تھے۔ وہ سینہ تان کر میدان کارزار میں ڈٹ گئے۔ کون سا ظلم و تشدد تھا جو شورش کے نحیف و نزار جسم پر نہ توڑا گیا۔ وہ صعوبتیں تو فرنگیوں کے دور میں بھی جھیل چکے تھے۔ لیکن اب وہ اپنے ملک میں اپنے ہی حاکموں کا تختۂ مشق بنے ہوئے تھے۔ جس سے ان کی روح پر ایسے چرکے لگے کہ وہ تادم زیست انہیں فراموش نہ کرسکے۔ لیکن چشم فلک نے دیکھا کہ کوئی سی بھی مصیبت و ابتلاء اور تشدد و ظلم شورش کی گونجتی اور کڑکتی آواز کو بلند ہونے سے نہ روک سکی اور ظالموں کے بخیے ادھیڑتے ہوئے ان کے قلم کی رفتار تیز تر ہوتی گئی۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ انہیں کوئی بھی خرید نہ سکا۔ کیونکہ ان کے نزدیک قلم کی حرمت ماں بہن کی عصمت سے زیادہ عزیز تھی اور انہوں نے جب بھی قلم اٹھایا ضمیر کی آواز پر ہی اٹھایا۔

آغا شورش بیک وقت ادیب، صحافی، شاعر، خطیب اور سیاست دان تھے۔ ان کی تمام تر صلاحیتیں آزادیٔ وطن، تحفظ ختم نبوت اور پاکستان کی سالمیت اور دفاع کے لئے صرف ہوئیں۔

وہ پاکستان میں پہلی حزب اختلاف کے معماروں میں سے تھے۔ عوامی حقوق کی بحالی و نگہبانی ان کی زندگی کا مقصد تھا۔ وہ پاکستان بننے کے بعد اگرچہ سیاست سے عملاً کنارہ کش ہو گئے تھے۔ لیکن انہوں نے اپنے جریدے ہفت روزہ "چٹان" کے ذریعے ملکی سیاست کو نکیل میں رکھنے کی حتی المقدور کوشش کی۔ انہوں نے کئی گم ناموں کو ناموری بخشی۔ جن میں سے دسیوں صحافت، سیاست کی بلندیوں پر فائض نظر آتے ہیں۔ آغا مرحوم نے کمیونسٹوں اور سوشلسٹوں کا ناطقہ بند کیا۔ منکرین ختم نبوت قادیانیوں کو اڑنگے پر لا کر ایسی پٹخنی دی کہ وہ آخر کار اپنے انجام کو پہنچ کر رہے۔ شرک و بدعت کے خانہ ساز کارخانوں کو مسمار کر کے شرعی برہمنوں کی عباؤں اور قباؤں کے پیچ و خم کھول ڈالے۔

غیرت و خودداری آغا شورش کی طبیعت کا جوہر تھی۔ مصلحت کوشی اور اصولوں پر سمجھوتا جیسے بزدلانہ الفاظ ان کی لغت میں ہی نہیں تھے۔ انہوں نے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، چودھری افضل حق، شیخ حسام الدین، تاج الدین انصاری اور مظہر علی اظہر جیسے کوہ قامت دلاوران قوم کی رفاقت میں زندگی کا ایک حصہ بسر کیا تھا۔ اس لئے حق گوئی و بیباکی ان کے روشن کردار کا طرۂ امتیاز تھی۔ وہ جب تک زندہ رہے، اسلام، ملک اور قوم کے لئے دشمنوں کو للکارتے رہے۔ آغا مرحوم اب ہم میں نہیں ہیں۔ لیکن ان کا پیغام اور مشن آج بھی زندہ ہے جسے نقش راہ کرلیا جائے تو ظلمتوں بھرے رستے سحر کے نور سے روشن ہو سکتے ہیں۔ شورش کاشمیری نے اپنی وصیت میں جو پیغام دیا ہے۔ وہ روشن ضمیروں کے فکر و نظر کو مہمیز کرنے کے لئے کافی ہے اور بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ نظریاتی آدمی درہم و دینار کی بجائے فکر و نظر کے موتی اپنے فکری و صلبی پسماندگان کے لیے چھوڑ جایا کرتے ہیں۔

شورش نے کہا تھا کہ "میں چاہتا ہوں، مرنے کے بعد مجھے وہ شخص غسل دے جس نے منبر و محراب کی عظمت کو داغدار نہ کیا ہو جو کبھی انگریزی فوج میں بھرتی ہو کر ملک معظم کی حکومت کے لیے نہ لڑا ہو۔ جس کا اوڑھنا بچھونا صرف اسلام ہو مجھے وہ شخص کفن پہنائے جس کی غیرت نے کبھی کفن نہ پہنا ہو مجھے وہ اشخاص کندھا دیں جو ظلم و جور کے خلاف لڑتے رہے ہوں اور جن کے ہاتھ میں ظلم و جور کی بیخ کنی کے بعد اس ملک کے مستقبل کی عنان ہو میرا قلم اس شخص کو دیا جائے جو اس کو تیشہ کوہکن بنا سکے۔ جس کو لہو سے لکھنے کا سلیقہ آتا ہو مجھے وہاں دفن کیا جائے، جہاں گورکن قبر کی مٹی فروخت نہ کرتے ہوں مجھے وہ دوست لحد میں اتاریں جو بھول جانے کی تاریخی اداؤں سے واقف ہوں کوئی حکمران میری قبر پر فاتحہ نہ پڑھے میری قبر پر ایک ہی کتبہ لکھا جائے "یہاں وہ شخص دفن ہے جس کی زندگی تمام عمر عبرتوں کا مرقع رہی ہے"

حضرت مولانا
محمد علی جالندھری رحمہ اللہ

مجاہد ختم نبوت اور عظیم مبلغ کی داستان حیات
جدوجہد اور خدمات　　قیمت =/ ۱۰۰

تالیف: مولانا محمد سعید الرحمٰن علوی رحمہ اللہ

مقدمہ: حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان